یورپی یونین کے قانونی نظام میں مذہب اور مذہبی طبقات

سِلویوفیراری(Silvio Ferrari)

خلاصہ

اس مضمون میں مذہبی معاملات کے حوالے سے رُکن ممالک کے لیے وضع کردہ رہنما اصولوں (acquis communautaire) کے مختلف اجزا کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یعنی ان اقدار، اصولوں اور حقوق کا جن کی قبولیت یورپی یونین (ای یو) کی رُکنیت کے حصول کی خواہاں ریاست کے لیے ایک پیشگی شرط کی حیثیت رکھتی ہے۔ یورپی یونین کی قانونی شقیں، یورپی عدالتِ انصاف (ECJ) کے فیصلے اور یورپی عدالت برائے انسانی حقوق (ECHR) کے ضوابط بھی ان رہنما اصولوں میں شامل ہیں۔ بشمول ان آئینی روایات کے جو رُکن ریاستوں میں پروان چڑھتی رہی ہیں۔ یہاں صرف آخری جزو کو اس دلیل کے ساتھ زیرِغور لایا گیا ہے کہ ریاست اور مذہب کے باہمی تعلق کے حوالے سے تشکیل کردہ یورپی نمونہ [یورپی یونین] کی رکن ریاستوں کی آئینی روایات کا عکاس نظر آتا ہے۔ اس امر کو مضمون کے آخر میں زیرِ بحث لایا گیا ہے کہ آیا ''رُکن ممالک کے اتحاد و اشتراک کے رہنما اصول'' ان مطالبات سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں جو یورپی یونین میں تیزی سے پروان چڑھتے ہوئے مذہبی تنوع کی صورت میں منظرِ عام پر آ رہے ہیں۔

تعارف

اس مضمون کا مقصد درج ذیل سوالوں کا جواب دینا ہے:

۱۔ جب ایک مرتبہ کسی ریاست کی جانب سے یورپی یونین کی رکنیت کے لیے دی جانے والی درخواست کو زیرِ غور لانے کی منظوری دے دی جاتی ہے اور اس حوالے سے گفت وشنید کا آغاز ہو جاتا ہے تو درخواست دینے والی ریاست مذہب اور مذہبی طبقات کے حوالے سے کس طرح کی توقعات رکھ سکتی ہے؟

۲۔ یورپی یونین کس طرح کے مطالبات پیش کر سکتی ہے اور کس طرح کی قانونی تبدیلیوں کا تقاضا کیا جا سکتا ہے؟

ان سوالات کا جامع جواب تو ممکن نہیں ہے کیونکہ ہر ریاست کا اپنا قانونی نظام ہوتا ہے اور یورپی یونین کی طرف سے بعض مخصوص نوعیت کے مطالبات کے پس پردہ اس نظام کی اپنی خصوصیات کا محرّک کارفرما ہوتی ہیں۔ تاہم ان کا ایک جزوی جواب دیا جا سکتا جس کا تعین ان عوامل سے ہو گا جن کا دارومدار یورپی یونین کی عائد کردہ شرائط پر ہوتا ہے اور یوں ان کی تکمیل یورپی یونین میں شامل ہونے کی خواہاں ریاست کے لیے ضروری ہوتی ہے۔

ان حدود کے اندر رہتے ہوئے بھی یورپی یونین اور اس کی رکن ریاستوں کے درمیان مخصوص نوعیت کے تعلقات کے تقاضوں کے پیشِ نظر متذکرہ سوالات کے جواب کا حصول اتنا آسان نظر نہیں آتا۔ ریاستوں کی طرف سے عام طور پر بین الاقوامی تنظیموں کو جو اختیارات سونپے جاتے ہیں، یورپی یونین کے پاس اس سے بہت زیادہ اختیارات ہوتے ہیں۔ یورپی یونین کی رکن ریاستیں بعض حوالوں سے کسی حد تک اپنی خودمختاری سے بھی دستبردار ہو چکی ہیں۔ کچھ شعبوں میں جو اختیارات کبھی ریاستی خودمختاری کے ضمن میں آتے تھے وہ اب یا تو یورپی یونین کو تفویض کیے جا چکے ہیں یا پھر رُکن ریاستوں اور یورپی یونین کے مشترکہ اختیارات بن چکے ہیں۔ دوسرے شعبوں میں ریاستی اختیارات اپنی جگہ

پر ابھی تک مستحکم ہیں۔ اس صورتِ حال کا نتیجہ ایک ایسی مکمل (بعض کے خیال میں پُر تکلف یا نمائشی) تعمیرِ نو کی صورت میں سامنے آیا ہے جس میں یورپی یونین کا قانون اور رکن ریاستوں کا قانون مدغم ہونے کے ساتھ ہی باہمی اثرات کے حامل ربط کا پابند ہو چکا ہے۔ چنانچہ ''یورپی یونین کے قانونی نظام'' کے مکمل مفہوم کا تعین آسان نہیں رہا۔

ایک اور عنصر کو مدّنظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ رکن ریاستوں نے کافی حد تک یورپی یونین پر سیاسی گرفت کو برقرار رکھا ہوا ہے اور اس کی وساطت سے وہ اکثر اوقات یورپی یونین کے فیصلوں کو ایسا رُخ دینے میں کامیاب ہو جاتی ہیں جو زیرِ غور مسئلے پر ان کے اپنے نقطۂ نظر سے مطابقت رکھتا ہے۔ یورپی یونین کے بعض فیصلوں کو مکمل طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہوگا کہ رکن ریاستوں کی مروجہ قانونی اور سیاسی روایات کو بھی مدّنظر رکھا جائے (اس ضمن میں یورپ کے آئین کی تمہید کے طور پر یورپ کے عیسائی ورثے کا حوالہ دیے جانے سے متعلق بحث ایک اچھی مثال کے طور پر سامنے آتی ہے)۔ چنانچہ رکنیت کی درخواست دینے والی ریاست کو پہلے سے شامل ریاستوں کے قانون کو بھی مدّنظر رکھنا چاہیے کیونکہ یہ یورپی یونین کے لیے درخواستوں پر بالواسطہ طور پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔

اس مضمون یا مقالے کا پہلا حصہ مذہب کے معاملے میں ''رکن ممالک کے لیے وضع کردہ رہنما اصولوں'' یا "acquis communautaire" کے مفہوم کی وضاحت کے لیے وقف کیا گیا ہے اس طرح سے یورپی یونین کے قانون کے متعلقہ مآخذ کی دریافت کی جائے گی۔[۱] دوسرے اور نسبتاً چھوٹے حصے میں ان بالواسطہ اثرات کا حوالہ دیا جائے گا جو کہ رکن ریاستوں کی قانونی روایات یورپی یونین پر مرتب کر سکتی ہیں۔ اس تجزیے کے نتائج کا خلاصہ حتمی نکات میں پیش کیا جائے گا۔

رُکن ممالک کے لیے وضع کردہ رہنما قوانین

یہ ایک حقیقت ہے کہ جو ریاستیں یورپی یونین میں شامل ہو جاتی ہیں انہیں ''رہنما قوانین'' اپنانے، نافذ کرنے اور ان پر عمل درآمد کروانے کا کہا جاتا ہے، یعنی یورپی یونین کے وضع کردہ قوانین کا

مکمل ڈھانچہ نافذ کرنے کی تجویز پیش کر دی جاتی ہے۔ تاہم ان ''رہنما قوانین'' کو یورپی یونین کے اداروں کی طرف سے نافذ کردہ رسمی معاہدات، اصول وضوابط اور ہدایات اور یورپی یونین کے عائد کردہ فیصلے تصور کرنا درست ہوگا۔ یورپی ممالک کے اتحاد کے عمل کی خصوصیات اور یورپی یونین اور رکن ممالک کے درمیان اختیارات کی تقسیم کے پیشِ نظر ''رہنما قوانین'' حتمی شکل نہ رکھنے کی منفرد خصوصیت کے حامل ہیں۔ چنانچہ یورپی یونین اداروں کی طرف سے براہِ راست وضع کردہ قوانین کے علاوہ قانونی ضوابط کے دو عدد اور مجموعے بھی ''رہنما قوانین'' کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں: یعنی رکن ریاستوں کے اپنے قوانین اور بین الاقوامی قانون۔۲

یورپی یونین کے قانونی نظام کی مکمل ساخت کی ایک قابل ذکر مثال انسانی حقوق کے مسئلے کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ ۲۰۰۹ء میں ''ٹریٹی آف لزبن'' اپنا لینے کے بعد یورپی یونین کا انسانی حقوق کا اعلامیہ (EUCHR) قانونی بندشوں کی زد میں آ گیا۔ مزید براں معاہدہ برائے یورپی یونین (Treaty on European Union) کی دفعات ۲ اور ۶ میں بیان کر دیا گیا ہے کہ یونین کی بنیاد اقدار کے ایسے مجموعے (آزادی، جمہوریت، مساوات اور قانون کی حکمرانی وغیرہ وغیرہ) پر رکھی گئی ہے جو رکن ریاستوں کی مشترکہ اقدار ہیں اور اس امر کی تصدیق کرتی ہیں کہ ''وہ بنیادی حقوق، جن کی انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے تحفظ کے لیے قائم یورپی کمیشن کے تحت ضمانت دی گئی ہے اور جیسا کہ وہ ان آئینی روایات کا نتیجہ ہیں جو رکن ریاستوں کی مشترکہ روایات ہیں، یونین کے قانون کے عمومی اصولوں کی تشکیل کریں گے''۔ یہ وہ انسانی حقوق ہیں جنہیں یورپی یونین کی جانب سے اپنے قانونی نظام میں عمومی اصولوں کے طور پر تسلیم اور نافذ کیا جاتا ہے: (ا) یورپی یونین کے قانونی ضوابط سے یورپی یونین کا انسانی حقوق کا اعلامیہ (EUCHR) اور عمومی اصولوں کی حدود کے اندر رہتے ہوئے، (ب) انسانی حقوق سے متعلق یورپی کمیشن سے، اور (ج) ان آئینی روایات سے جو یورپی یونین کی رکن ریاستوں کی مشترکہ روایات ہیں۔

مذہبی آزادی کے لیے بھی یہی طریق عمل نافذ ہوتا ہے۔ یورپی یونین قانون کی حدود میں آنے والے علاقوں میں مذہبی آزادی کے حق کی مناسبت کا تعین کرنے کے لیے ان تین اجزا یا عوامل کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ تاہم ان کے اثرات یکساں نوعیت کے نہیں ہوتے۔ فرق اس وقت سامنے آتا ہے جب مذہبی آزادی کے انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں میں امتیاز نمایاں ہو کر رہ جاتا ہے۔ اگرچہ ان کو علیحدہ کر کے نہیں رکھا جا سکتا، تاہم اولین نکتے کا محور بنیادی طور پر ایک فرد ہوتا ہے اور دوسرے کا محور مذہبی طبقہ ہوتا ہے، بشمول اس قانونی حیثیت کے جو مذہبی طبقات کو یورپی یونین کے قانون کے تحت حاصل ہوتی ہے۔ ''رکن ممالک کے لیے رہنما قوانین'' دونوں پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں۔ تاہم جہاں انفرادی مذہبی آزادی کو یورپی یونین اور ECHR کے دائرہ ضوابط میں کافی حد تک جامع شعبے کی حیثیت دی گئی، وہاں اجتماعی مذہبی آزادی (اور خاص طور پر اس کے چرچ - ریاست کے ربط باہمی کے پہلو) کو بنیادی طور پر رکن ریاستوں کی آئینی روایات کے حوالے سے زیرِ غور لانا پڑتا ہے۔

ان تمام عوامل کے باہمی اثرات کو درج ذیل خاکے سے واضح کیا جا سکتا ہے:

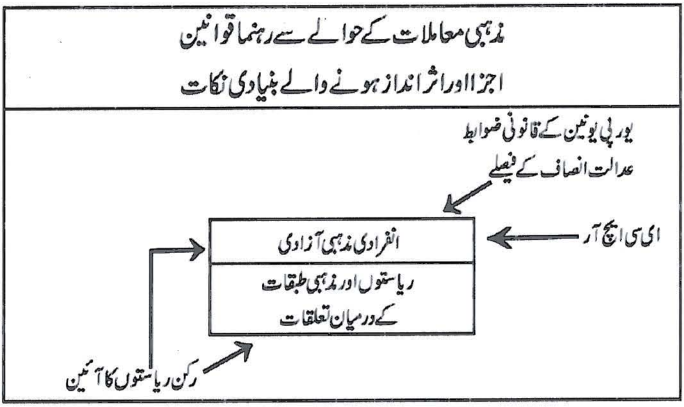

چنانچہ، یورپی یونین کے قانونی نظام کے اندر مذہبی آزادی کے مقام کو درست تناظر میں دیکھنے

کے لیے ضروری ہے کہ ''رہنما قوانین برائے رکن ممالک'' کے تمام اجزا کو پیش نظر رکھا جائے۔

انفرادی مذہبی آزادی کو تحفظ فراہم کرنے والے یورپی یونین اور ECHR کے قانونی ضوابط

یورپی کمیونٹی کے امور سے متعلق معاہدے (TFEU) کی دفعہ ۶ (۲) کے مطابق ECHR کی طرف سے عطا کردہ تمام بنیادی حقوق کا اطلاق یورپی یونین کے قانونی نظام کے اندر عمومی اصولوں کے طور پر کیا جا سکتا ہے۔[۳] نتیجے کے طور پر ای ایچ سی آر کی دفعہ ۹ (ایک عمومی اصول کی حدود کے اندر) قابل نفاذ ہو چکی ہے اور یہ یورپی یونین قانون کو مذہبی آزادی کے معاملات کے حوالے سے ایک صحت مند بنیاد فراہم کرتی ہے۔ مزید برآں یورپین یونین چارٹر آف فنڈامنٹل رائٹس کی دفعہ ۱۰ میں ایک ایسی شِق موجود ہے جو کہ ECHR کی دفعہ ۹ کے مندرجات کا اعادہ کرتی ہے۔ اس بنیاد کو (TFEU) میں ایک ایسی دفعہ شامل کرنے سے مزید استحکام حاصل ہو جاتا ہے جو (ECHR کی دفعہ ۱۴ سے مزید آگے بڑھ کر) مذہب کی بنیاد پر (بشمول تمام دیگر) امتیازی رویوں سے نمٹنے کے عزم کا اظہار کرتی ہے (دفعہ ۱۹): مختلف مذہبی عقائد یا نظریات رکھنے والے افراد کے لیے مساوی سلوک کی براہِ راست ضمانت اب یورپی یونین کے معاہدے کے قانون کے تحت دی جا چکی ہے اور اس اصول کا اطلاق یورپی یونین کے بہت سے احکامات کے تحت ملازمت اور ترقی پذیر ممالک کی امداد اور تعاون وغیرہ کے شعبوں وغیرہ میں کیا جا چکا ہے۔[۴] آخری نکتہ یہ کہ یورپی یونین کی تمام رکن ریاستوں کے آئین میں کم سے کم ایک دفعہ ایسی ضرور ہے جو مذہبی آزادی کے تحفظ کو ایسے انداز میں یقینی بناتی ہے جو ECHR کی دفعہ ۹ سے مربوط نظر آتا ہے اور اس حد تک ہم آہنگ ہے کہ مشترکہ آئینی روایات کو ایک مخصوص شکل عطا کرتا ہے۔[۵]

یورپی یونین کا مذہب اور مذہبی طبقات سے متعلق قانونی ڈھانچہ بتدریج مستحکم شکل اختیار کر چکا ہے۔ ہدایات اور ضوابط میں اکثر و بیشتر ایک یا زیادہ ایسی دفعات شامل ہیں جن کے تحت متنوع

معاملات پر مذہب کے اثرات کو مدنظر رکھا گیا ہے مثلاً محصولات کا قانون، جانوروں کے ذبیحے، ٹیلی وژن کی نشریات اور کام کے اوقات وغیرہ شامل ہیں۔[6]

اسی طرح کے تبصروں کا اطلاق عدالتِ انصاف کے ماضی کی مثالوں پر مبنی قانون پر بھی ہوتا ہے۔ ۱۹۷۶ء کے پیرس ڈیکلریشن میں موجود[7] مذہبی عقائد کے اظہار کی آزادی کے حق کو یورپی یونین کے بنیادی حقوق کی فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے۔[8] مزید برآں کورٹ آف جسٹس نے مذہب اور مذہبی طبقات سے متعلق معاملات کے کافی تعداد میں فیصلے صادر کیے ہیں۔ ان میں ہفتے میں آرام کا دن، نقل و حرکت کی آزادی، ملازمت وغیرہ کے معاملات شامل ہیں۔[9]

بلا شبہ، یورپی یونین کے قانونی نظام میں مذہبی معاملات کی اہمیت کو حد سے زیادہ نہیں بڑھانا چاہیے۔ یورپی یونین کے قانون کے تحت مذہب کا مسئلہ اس وقت زیر بحث لایا جاتا ہے جب مذہب مزدور، درآمدی و برآمدی محصولات کے قوانین، معلومات کے تحفظ اور یورپی یونین کی دلچسپی کے دیگر شعبوں سے متعلق ہوتا ہے۔[10] تاہم مذہب اپنے طور پر یورپی یونین کے دائرہ اختیار سے باہر ہی رہتا ہے۔ لہٰذا یورپی یونین کے قانونی ضوابط کے ایک ایسے مربوط اور جامع نظام کی تلاش یا جستجو لاحاصل رہے گی جس کا واضح مقصد اس کے مختلف، پہلوؤں کا منظم احاطہ کرتا ہو۔ یورپی یونین کے معاہدوں میں مذہب کے حوالے سے ایسی شقیں موجود نہیں ہیں جس طرح کی اکثر ملکی قوانین یا انسانی حقوق کی قراردادوں میں پائی جاتی ہیں۔[11] مذہب سے متعلق یورپی یونین کے ماضی کی مثالوں پر مبنی قانون کا تقابل فیصلوں کی وسعت اور تعداد کے لحاظ سے یورپ کی دستوری عدالتیں اور ECHR کے قانون سے نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے باوجود یورپی یونین کے دائرہ اختیار کے اندر رہتے ہوئے یورپی یونین کے ادارے ان قانونی وسائل سے محروم نہیں ہیں جو انفرادی مذہبی آزادی سے متعلق مسائل سے نمٹنے کے لیے درکار ہوتے ہیں۔

یہ مفروضہ یا زیرِ غور صورتِ حال اس وقت نیا رُخ اختیار کر لیتی ہے جب اجتماعی مذہبی آزادی،

بالخصوص ریاست اور مذہبی طبقات کے درمیان روابط، کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ یورپی یونین کے ادارے اس میدان میں داخل ہونے سے واضح طور پر ہچکچاتے ہیں۔ یورپی یونین کی عدم دلچسپی کا سبب وہ اصول ہیں جو یورپی یونین اور اس کی رکن ریاستوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم سے ہے۔[۱۲] ان معاملات کو جن کا زیادہ قریبی تعلق ریاستوں کی اپنی شناخت، یعنی ثقافت اور تعلیم وغیرہ سے ہے، بنیادی طور پر رکن ریاستوں کی ذمہ داری قرار دے دیا جاتا ہے اور یورپی یونین کا کردار (TEC) کی دفعہ ۵ (۲) میں ظاہر کی گئی شقوں کے تحت محض ثانوی نوعیت کا ہوتا ہے جو خود کو رابطے، تکمیل یا تعاون کے فرائض تک محدود کر لیتا ہے۔[۱۳] یورپی یونین کے معاہدوں میں مذہب کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا تاہم اس حوالے سے چند ایک شکوک پائے جاتے ہیں کہ اس کا قومی شناخت کے ساتھ ربط اسے اسی رنگ کا حامل ہونے کی طرف لے جائے گا۔ لہٰذا وہی معیار جس کا اطلاق ثقافت اور تعلیم پر ہوتا ہے، مذہب پر وسیع پیمانے پر نافذ ہو سکے گا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مذہب کے حوالے سے مسائل سے نمٹنے کی طرف یورپی یونین کے ادارے اس سے کہیں کم مائل نظر آتے ہیں جتنا کہ وہ ثقافتی مسائل کی طرف نظر آتے ہیں۔ TFEU کی دفعہ ۱۷ اس رجحان کی وضاحت اس طرح کرتی ہے: ''یونین رکن ممالک میں چرچ کے اداروں اور مذہبی انجمنوں یا طبقات کو ملکی قانون کے تحت عطا کردہ مقام یا مرتبے کا احترام کرتی ہے اور اس حوالے سے کسی تعصب کا مظاہرہ نہیں کرتی''۔ اس شق کا ایک مفہوم یہ ہے کہ یورپی یونین اپنی رکن ریاستوں میں چرچ اور ریاست کے مابین کوئی یکسانیت پیدا نہیں کرتی، یعنی چرچ اور ریاست کے روابط ملکی قوانین کے تحت ہوں گے مثلاً ڈنمارک، اٹلی اور فرانس چرچ اور ریاست کی علیحدگی کو اس وقت تک برقرار رکھ سکتے ہیں جب تک کہ یہ قانونی شکلیں یا ضوابط ان بنیادی حقوق میں مداخلت نہیں کرتے جن کی پاسداری کا یورپی یونین کے ضابطوں کے تحت لازمی ہے۔

دوسرے اس شق کا مطلب یہ ہے کہ یورپی یونین اس طرح کے کوئی قوانین نافذ نہیں کرے گا جو رکن ریاستوں میں مذہبی طبقات کو حاصل قانونی حیثیت پر اثر انداز ہوتے ہوں۔[۱۴] اگرچہ یورپی

یونین کے عمل پر اس طرح کی پابندی کے تحت عائد ہونے والی حدود کا واضح طور پر تعین کرنا ابھی باقی ہے، تاہم ملازمت کے دوران مساوی برتاؤ کے حوالے سے یورپی یونین کی ہدایات اس امر کی ایک ابتدائی مثال کی مانند ہیں جو مفہوم کو واضح کرتے ہیں۔[۱۵] ان پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں مساوی برتاؤ کے اصول کا نفاذ جو کہ مذہبی طبقات کے اندر رہ کر سرانجام دی جاتی ہیں اس مقام یا حیثیت کو خاطر خواہ حد تک تبدیل کر کے رکھ دیتا جو ان میں سے بعض کو چند مخصوص رکن ریاستوں کی طرف سے عطا کیا گیا تھا: یہی وجہ ہے کہ مذہبی تنظیموں کو اس ضابطے کے اطلاق سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے۔[۱۶]

کیا اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ یورپی یونین کے قوانین کا چرچ اور ریاست کے تعلق سے کوئی حقیقی مناسبت نہیں ہے؟ اس امر کا امکان پایا جاتا ہے کہ کلیسا اور ریاست روابط کو نہ تو براہِ راست یورپی یونین قانون کے دائرے میں لایا جائے گا (کیونکہ یورپی یونین اس معاملے میں قانون سازی کرنے پر تیار نہیں ہے) اور نہ ہی ECHR کے قانون کے تحت (جو کہ بنیادی طور پر انفرادی مذہبی آزادیوں سے نمٹتا ہے)۔

یورپی یونین کی رُکن ریاستوں کی آئینی روایات اور ریاست اور مذہبی طبقات کے مابین تعلقات

TEU کی دفعہ ۶ میں بیان کردہ رُکن ممالک کی ''مشترکہ آئینی روایات'' اور ECJ بنیادی حقوق کی تشریح، قانون دانوں کے درمیان موضوع بحث بنی ہوئی ہے۔[۱۷] اس مباحثہ میں داخل ہونے سے قبل چند ایک بنیادی سوال ایسے ہیں جن کا جواب دینا اہم ہے: مذہب اور مذہبی طبقات سے متعلق معاملات میں کیا ایسی آئینی روایات موجود ہیں جو یورپی یونین کی رکن ریاستوں کی مشترک روایات میں موجود ہوں؟ یہ روایات کونسی ہیں؟ کیا یہ کلیسا اور ریاست کے روابط کا ایک مشترک خاصیت رکھنے والا ایسا نمونہ فراہم کرنے کے ضمن میں اتنی مؤثر ثابت ہو سکتی ہیں جو یورپی یونین کے اداروں کے لیے ایک موزوں مثال یا حوالے کا کام کر سکے؟ کیا کلیسا اور ریاست کے تعلق کا یورپی

نمونہ موجود ہے؟

ایک نظر ڈالی جائے تو کئی ریاستوں کے موجود قانونی نظام میں تنوع پایا جاتا ہے: ایسے ممالک بھی ہیں جہاں سرکاری کلیسا پایا جاتا ہے، کچھ ممالک ایسے ہیں جہاں کلیسا اور ریاست ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں، اور ایسے ممالک جہاں مذہبی طبقات کے ساتھ ہم آہنگی اور معاہدوں کا رواج پایا جاتا ہے۔ کلیسا اور ریاست کے مابین روابط کا ایک مشترک یورپی نمونہ موجود ہے، جو چند خصوصیات کا حامل ہے۔ ۱۸

اس کی پہلی خصوصیت مذہبی آزادی کے انفرادی حق کا تحفظ ہے۔ یورپی یونین ریاستوں کے آئین اور بین الاقوامی معاہدات کے مابین ایک ایسا قانونی نقطہ پایا جاتا ہے جس کے مقاصد یہ ہیں: ۱۹ (ا) ہر شہری کو اس حق کی ضمانت دینا جس کے تحت وہ مختلف عقائد رکھنے والے شہریوں کے ساتھ مساوی بنیادوں پر اپنے عقیدے پر عمل کر سکے۔ (ب) کسی بھی مذہبی طبقے کے پیروکاروں کو مل بیٹھنے، اپنے عقیدے کی رسومات پوری کرنے اور ایسی مذہبی انجمنیں اور تنظیمیں تشکیل دینے کی اجازت فراہم کرنا جو ریاست کے قانون کے تحت قانونی درجہ حاصل کر سکتی ہوں۔ ۲۰

یورپی یونین میں مذہبی آزادی کے ایک متفقہ تصوّر کی تشکیل ممکن ہے۔ ۲۱ کمیونزم کے خاتمے کے بعد قدیم یورپ میں اس کے اثرات پھیل رہے ہیں۔ مذہبی آزادی کے اس تصور کے پس پردہ انفرادی ضمیر کی اوّلیت کا نظریہ کارفرما ہے۔ ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مطلق آزادی کے ساتھ خود اپنے ہی ضمیر کی آواز کے مطابق اپنے مذہب یا عقیدے کا انتخاب کرے۔ ۲۲ مغربی اور مشرقی یورپ میں، مرتد، ملحد اور اقلیتی مذہب کے پیروکاروں کو تمام شہری اور سیاسی حقوق حاصل ہیں جو کہ دیگر شہریوں کو حاصل ہیں۔ ان کے ساتھ کسی قسم کا امتیاز نہیں برتا جاتا اس نظریے سے دو نتائج اخذ ہوتے ہیں۔ پہلا، یہ اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ ہر فرد کو نہ صرف اپنی مرضی کے عقیدے کی پیروی کا حق حاصل ہے بلکہ اسے ترک کر دینے یا تبدیل کرنے کا حق بھی حاصل ہے۔ دوسرا یہ کہ ایک مذہبی

عقیدے اور اس کے اظہار کے درمیان فرق رکھا جانا چاہیے۔ مذہبی آزادی کا مطلب یہ ہے کہ بنیادی اقدار کی لازمی پاسداری کی جائے مذہبی طبقے کے ارکان اگر اپنے عمل، زبان یا تحریر کے ذریعے ان حدود و قیود کی خلاف ورزی کریں گے تو انہیں ریاست کے قوانین کے تحت سزا دی جائے گی۔ اس سزا سے بچنے کے لیے وہ اپنے مذہب کے کسی فرمان کی تعمیل کا جواز پیش نہیں کر سکتے۔ آزادی کی ان حدود کا تعلق صرف کسی مخصوص عقیدے کی اظہار کردہ خصوصیات سے ہے نہ کہ بذاتِ خود کسی عقیدے سے۔ کسی فرد کو محض ایک مذہبی حلقے سے تعلق کی بنیاد پر سزا کا حقدار نہیں قرار دیا جا سکتا۔

یورپی یونین ممالک میں ریاست اور مذہب کے درمیان تعلق کا دوسرا بنیادی اصول مذہبی طبقات اور ریاستوں کی باہمی خودمختاری ہے۔ ایک ہی سکّے کے دورُخوں کی طرح یہ اصول دو قریبی ربط کے حامل پہلوؤں کو سامنے لاتا ہے؛ ایک طرف تو مذہبی طبقات کے عقیدے اور تنظیمی عمل کی خودمختاری ہے اور دوسری طرف ریاست کو حاصل یہ خودمختاری کہ وہ اپنے اختیارات کو کسی طرح کی مذہبی بنیاد عطا کرنے کی کوشش سے دور رہے۔

مذہبی طبقات کی آزادی اور خودمختاری کو بہت سے یورپی یونین کے ممالک نے اپنے آئین کے تحت یقینی بنایا ہوا ہے۔ مثال کے طور پر پولینڈ کے آئین کی دفعہ ۲۵ یہ کہتی ہے کہ ''ریاست، چرچ اور دوسری مذہبی تنظیموں کے درمیان تعلق، ایک دوسرے کی خودمختاری کے احترام اور ہر ایک کی اپنے اپنے حلقے میں باہمی آزادی پر مبنی ہے''۔ اسی طرح کا اتفاقِ رائے بہت سے دوسرے یورپی یونین ممالک کے آئین میں،۲۳ بہت سی ریاستوں کی طرف سے مختلف مذہبی طبقات سے کیے گئے معاہدوں کے اجزا میں۲۴ اور ملکی آئینی عدالتوں کے فیصلوں ۲۵ اور یورپی عدالت برائے انسانی حقوق کے فیصلوں میں بھی ملتا ہے۔۲۶

تاہم اس صورتِ حال میں بھی عمومی اصول بعض مستثنیات کی وجہ سے متاثر ہوتے ہیں۔ ان ممالک میں جہاں ایک سرکاری چرچ کا اہتمام کیا گیا ہے،۲۷ کلیسا کے سربراہ (Bishop) کا تقرر

سیاسی حکام کی طرف سے کیا جاتا ہے اور پادریوں کو سرکاری ملازم تصور کیا جاتا ہے۔ شمالی یورپ کے ممالک میں اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ بلاشبہ مذہبی طبقات کی خودمختاری اور ان کے اختیارات کی حد بندی کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ صورتِ حال یورپی یونین کی کم ریاستوں پر صادق ہے (مثلاً ڈنمارک اور انگلینڈ)۔ مزید برآں، سرکاری کلیسا کا نظام پورے یورپ میں زوال پذیر ہے۔ ۲۸

اس خودمختاری کا عملی طور پر جو مفہوم بنتا ہے اس کی تشریح ہر ملک میں الگ الگ کی جاتی ہے، تاہم اس حوالے سے دو رجحانات واضح ہو جاتے ہیں۔ عقیدے کی خودمختاری، یعنی مذہبی طبقات بغیر کسی ریاستی مداخلت کے اپنے عقیدے کی وضاحت یا تشریح کرنے میں آزاد ہیں۔ بہت سے ممالک میں (مثلاً جرمنی) مذہبی طبقات کو تنظیمی نوعیت کی خودمختاری بھی حاصل ہے، یعنی وہ خود اپنا قانونی اور حکومتی خوداختیاری نظام قائم کرسکتی ہے۔ ان مثالوں میں مذہبی طبقات کو ان شرائط پر پورا نہیں اترنا پڑتا جو عموماً غیرمذہبی نوعیت کی تنظیموں پر عائد کی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر ریاست اور غیرمذہبی تنظیموں کے درمیان تعاون اکثر اوقات ان کے اپنے داخلی نظاموں کی جمہوری ساخت سے مشروط ہے، جب کہ مذہبی نوعیت کی تنظیموں کے لیے اس طرح کی کوئی پیشگی شرط نہیں رکھی جاتی؛ یا ایک بار پھر یہ کہنا چاہیے کہ اظہارِ رائے کی آزادی کی ضمانت ریاست بہت سی غیرمذہبی نوعیت کی تنظیموں کے اندر فراہم کرتی ہے، مگر مذہبی تنظیموں کے اندر نہیں۔

مذہبی طبقات کی خودمختاری کو جو چیز تقویت دے کر اسے اجاگر کرتی ہے وہ ریاست کی طرف سے خود اپنے اختیار کو کسی مذہبی مقصد کے لیے استعمال نہ کرنے کی خودمختاری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان اصولوں اور اقدار کی وضاحت جو ریاست کے اندر قانون سازی کا محرک بنتے ہیں، اب کسی طور پر کسی مخصوص مذہب کے احکامات کے حوالے سے نہیں ہوتی چاہے یہ اکثریت کا مذہب ہی کیوں نہ ہو۔ اس امر کا جائزہ لینے کے لیے محض آج کی یورپی یونین ریاستوں کے آئین پر نگاہ ڈالنا ہی کافی ہوگا کہ اب اس طرح کی قانونی دفعات کی کوئی گنجائش نہیں رہی جو کہ انیسویں صدی کے آغاز تک

علانیہ طور پر اس نکتے پر زور دے رہی تھیں کہ ریاست اس امر کی پابند ہے کہ وہ اپنے قوانین کی تشکیل کسی مخصوص مذہب کے عقائد کے مطابق کرے۔ خدا کے، مذہب کے اور مذہبی طبقات کے جو حوالے ابھی تک بہت سے آئین میں موجود ہیں وہ آج کل ایک اور مقصد کی نشاندہی کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مذہبی آزادی کو یقینی بنانے کے ساتھ ہی ریاست اور مذہبی طبقات کے درمیان تعلقات کو منظّم خطوط پر استوار کیا جائے۔

کمیونزم کے خاتمے کے بعد ریاست اور مذہب کے درمیان تعاون پورے یورپ میں ایک اصول بن چکا ہے نہ کہ استثنیٰ۔ اس تعاون کا دائرہ کار مختلف ہوسکتا ہے، اس کے پیش نظر موضوعات مختلف ہوسکتے ہیں اور یہ مختلف قانونی شکلوں میں سامنے آسکتا ہے۔ تاہم ان ریاستوں میں بھی جو کہ مذہب کو سختی سے الگ رکھنے کا پرچار کرتے ہیں (جیسا کہ فرانس میں) سرکاری حکام اور مذہبی طبقات کے درمیان تعاون کا طریق عمل نہ صرف نافذ ہے بلکہ اس کا رجحان بڑھ رہا ہے۔

تعاون کی طرف رجحان کی وضاحت صرف دو عوامل سے ہوتی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ سماجی تنظیموں بشمول مذہبی و غیر مذہبی کے ساتھ تعاون کی جڑیں جدید یورپین ریاست کی آئینی وراثت میں پیوست ہیں جس کی بنیاد اس کے شہریوں کے مابین اتفاق رائے پر رکھی گئی ہے۔ سماجی گروہوں کے ساتھ تعاون ریاستی نظم و نسق کے معمول میں شامل، اس طرح کی ساخت کے اندر مذہبی طبقات کے لیے گنجائش موجود ہے اور ریاستیں ان کے ساتھ اس طرح کے فعال تعلقات قائم رکھنے پر آمادہ رہتی ہیں جس طرح کہ دوسری سماجی تنظیموں کے ساتھ رکھے گئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بہت سی ریاستوں کی نظر میں مذہب ثقافتی، اخلاقی یا سیاسی دونوں نقطہ ہائے نظر سے ایک سماجی وسیلے کے طور پر اہم معنویت کا حامل ہے۔ اس طرح یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ بہت سے قانونی نظاموں کے اندر مذہب کو، فن اور سائنس کی طرح عمومی دلچسپی کا حامل ایک "تہذیبی عنصر" تصور کیا جاتا ہے جسے سرکاری سطح پر لازماً تحفظ اور حوصلہ افزائی فراہم کرنی چاہیے۔

جدید ریاست کی طرف سے مذہبی طبقات کے ساتھ تعاون کا یہ رجحان غیر امتیازی نوعیت کا نہیں ہے۔ جہاں کہیں مذہبی معاشرے کے پس پردہ کارفرما اقدار اور ان اقدار کے درمیان ہم آہنگی اور تعاون پایا جاتا ہے جو کہ شہری معاشرے کی بنیادی تشکیل کرتی ہیں وہاں یہ تعاون وسیع تر شکل میں پایا جاتا ہے اور جہاں اس طرح کی ہم آہنگی کا فقدان وہاں محدود تر شکل میں ہے۔ مثال کے طور پر تقریباً تمام ہی ریاستیں، مذہبی طبقات کو بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر مالی معاونت فراہم کرتی ہیں، تاہم یہ معاشی امداد مساویانہ طور پر تقسیم نہیں کی جاتی۔ بعض کو زیادہ ملتی ہے، بعض کو کم اور بعض کو بمشکل ہی کوئی امداد ملتی ہے۔ بہت سی ریاستیں اپنے قومی تعلیمی نظام کے اندر مذہبی تدریس کی سہولت فراہم کرتی ہیں مگر تمام مذاہب کی تعلیم نہیں دی جاسکتی نہ ہی یہ تعلیم مساویانہ بنیادوں پر دی جاتی ہے۔ ریاست کے ساتھ تعاون تقریباً مخصوص نوعیت کا ہوتا ہے؛ وہ مذاہب جو اپنے پیروکاروں کو اس طرح کا طرزِ عمل اپنانے کی تحریک دیتے ہیں جو کہ شہری زندگی کے بنیادی اصولوں (انسانی ذات کا وقار، ضمیر کی آزادی، مساوات، جمہوریت وغیرہ وغیرہ) سے ہم آہنگ ہوتا ہے، ان مذہبی طبقات کی نسبت بہت زیادہ تعاون حاصل کرتے ہیں جن کے نظام اقدار کی عمارت مختلف بنیادوں پر قائم ہوتی ہے۔ تاہم کسی قسم کی مدد فراہم کرنے میں ناکامی کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ انہیں جبر کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ جب تک کسی مذہبی طبقے کا اعلان کردہ عقیدہ اور اس کے پیروکاروں میں فروغ دیا جانے والا طرزِ عمل قانونی حدود کے اندر رہتا ہے اُس وقت تک اس عقیدے اور طرزِ عمل کو مذہبی آزادی کے اصولوں کے تحت تحفظ حاصل رہتا ہے اور یہ کسی طرح کے امتیازی سلوک کا سبب نہیں بن سکتا۔ ایک جمہوری معاشرے میں حتیٰ کہ ایسے تصورات اور طرز ہائے حیات بھی جو کہ آبادی کی اکثریت کے تصور سے خاطر خواہ حد تک مختلف ہوتے ہیں شہریت سے مستفید ہونے کے ساتھ ہی رائے عامہ پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔

یہ تین اہم خصوصیات یعنی انفرادی مذہبی آزادی کا تحفظ، مذہبی طبقات کی خودمختاری کا احترام اور ریاست و مذہبی تنظیموں کے مابین ''ترجیحی بنیادوں پر'' تعاون، یورپی یونین کے چرچ۔ ریاست تعلق کے نظام کی ساخت متعین کرتی ہیں۔ یہ روابط ایک ایسے رہنما اصول کے پابند ہیں جو ان کی

باہمی سرگرمیوں کو نظم وضبط کے تابع رکھتا ہے۔ مختصر یہ کہ اس اصول کے مطابق: (ا) تمام مذہبی طبقات کو بشمول جدید ترین اور اس کے ساتھ ہی ایسی ثقافتی اقدار سے بعد المشرقین رکھنے والے بھی جو کہ مشترکہ اقدار ہیں، کم سے کم اتنی بنیادی آزادیاں ضرور حاصل ہونی چاہئیں جو ان کو نہ صرف قائم دائم رکھ سکیں بلکہ فروغ پذیر بھی؛ اور (ب) جب ایک مرتبہ یہ بنیادی آزادیاں سب کو حاصل ہو جائیں تو مذہبی طبقات کے ساتھ ریاست کے تعاون کی مناسب حد تک مختلف شکلیں قابل قبول ہو جائیں گی۔

اب اس سوال کا جواب کہ یہ رہنما اصول کس طرح سے نافذ ہوگا اور دو شعبوں، یعنی آزادی اور تعاون کے ان شعبوں میں، جن کا یہ اصول تعین کرتا ہے، حقوق کی تقسیم کس طرح عمل میں آئے گی، قانون سازی کے قومی عمل پر منحصر ہوگا۔ یہاں اب تک جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ محض ایک مثالی یا ''تصوراتی نمونہ'' ہے جس کا اطلاق کسی بھی یورپی یونین ملک پر مکمل یا جامع انداز میں نہیں ہوتا۔ تاہم، ہر ریاست کی اپنی منفرد خصوصیات یا صورتِ حال ہوتی ہے۔ یہ نمونہ ان ''آئینی روایات کو جو کہ رکن ممالک کی مشترک روایات ہوتی ہیں'' رہنما مواد فراہم کرنے میں مددگار ثابت ہو جاتا ہے جن کا ذکر TEU کی دفعہ ۶ میں کیا گیا ہے اور اس امر کی طرف بھی رہنمائی کرتا ہے کہ مذہب کے حوالے سے یورپی یونین کے ادارے ان کی کس طرح تشریح کر سکتے ہیں۔

''تہذیبوں کی پیوندکاری'' اور ''یک رنگی'' کے درمیان: یورپی یونین کی رکنیت کے مخفی اثرات

سیاسی اور سماجی علوم کے ماہرین یہ نکتہ اجاگر کرتے ہیں کہ یورپی یونین کی ریاستوں میں چرچ اور ریاست کے تعلق کے نظام میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے یہ ایک ایسے مشترکہ مقصد کی طرف گامزن ہیں جسے ''دوستانہ علیحدگی'' قرار دیا جاتا ہے۔[۲۹] یہ تبدیلی اصولی طور پر نظاموں کو چرچ اور ریاست کے پوری طرح اتحاد یا مکمل علیحدگی پر مبنی گردانتی ہے۔ ایک طرف تو فرانس اس حوالے سے نرمی اختیار کرنے کے عمل سے گزر رہا ہے جو کہ تقریباً ایک صدی سے اس کی حکمت عملی کا ایک بنیادی اصول چلا

آرہا ہے، یعنی یہ کہ ریاست کسی قسم کے مذہب کو تسلیم نہیں کرتی: معاملہ سرکاری اسکولوں میں مذہبی تعلیم دینا ہو یا عبادت گاہوں کے لیے مالیات کی فراہمی، اسے کسی طرح سے بھی ''فرانس کے کلیسا سے علیحدگی کے اصول'' سے انحراف نہیں کیا جاسکتا۔[۳۰] دوسری طرف ریاست اور کلیسا کے روابط کا نظام ان اقوام کی طرف سے ترک کر دیے جانے یا گہری تبدیلی کا حامل ہونے کی طرف گامزن ہے جو اسے ابھی تک برقرار رکھتی چلی آ رہی ہیں: سویڈن میں اسے ترک کر دیا گیا ہے؛ ناروے میں بھی یہی کچھ ہونے والا ہے؛ فن لینڈ میں اس کے بنیادی اصولوں میں سے ایک کو تبدیل کیا جا چکا ہے،[۳۱] اور برطانیہ میں اس پر مباحث جاری ہیں مزید برآں ریاستی یا مستحکم چرچ کی بنیاد پر قائم نظام یورپ کے کسی بھی مابعد کمیونزم ملک میں نہیں اپنایا گیا،[۳۲] حتیٰ کہ ان ممالک میں بھی نہیں جہاں لوتھرین (Lutheran) مذہبی روایات چلی آ رہی ہیں۔ یورپ کا مروجہ رجحان ریاست کی طرف سے مختلف مذاہب کو تسلیم کرنے یا ان کا سرکاری سطح پر اندراج (Registration) کرنے کی کسی شکل کو اختیار کرنے کا ہے جو کہ اکثر و بیشتر مذہبی طبقات کے ساتھ کسی نوعیت کے معاہدے پر مبنی تعلق (ہم آہنگی پر مبنی معاہدوں، اتفاقِ رائے اور ان ریاستی قوانین کی وساطت سے جو مذہبی نمائندوں کے ساتھ مذاکرات کا نتیجہ ہوتے ہیں) اور چند ایسے مختلف قانونی طریقوں کے ساتھ پیشگی موافقت کے ساتھ منسوب ہوتی ہے جو ان کو دستیاب ہوں۔

اس تبدیلی کی اہم وجوہات یورپ میں بڑھتی ہوئی مذہبی رنگا رنگی اور مذہب کو استحکام حاصل ہونا ہیں۔ جب یورپ میں موجود گنجائش میں زیادہ سے زیادہ مذاہب سماتے جا رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی مذہب ایک بار پھر سیاسی اور سماجی مناسبت کا حامل ہوتا جا رہا ہے تو نہ صرف یہ کہ تمام مذاہب کو تسلیم کرنے سے انکار مشکل ہو چکا ہے (جیسا کہ فرانس میں) بلکہ صرف ایک مذہب پر انحصار کرنا بھی (جیسا کہ شمالی یورپ کے ممالک میں)۔ لیکن کیا یورپی یونین کو رکن ریاستوں کے اندر چرچ-ریاست روابط کے نظاموں میں آنے والی اس تبدیلی سے کوئی سروکار ہوگا؟ میرے خیال میں

کم سے کم دو وجوہات کی بنا پر ایسا ہی ہے۔

پہلی تو یہ کہ یورپی یونین میں داخلے کا مطلب قانونی روابط کے اس سلسلے سے منسلک ہو جانا ہے جو یورپی یونین کی تمام رکن ریاستوں کو متحد رکھے ہوئے ہے۔ ان ریاستوں کے درمیان روابط میں دوطرفہ سطح پر بھی اضافہ ہو چکا ہے اور اس کے نتیجے میں ہر ایک قانونی نظام متاثر ہو رہا ہے۔ اور اس طرح اپنی اصلیت چھوڑ کر دوسرے قانونی نظاموں کے ساتھ تبادلے کی بدولت ''اختلاط کا شکار'' ہوتا نظر آتا ہے۔ یہ صورتِ حال اس امر کی وضاحت کرتی ہے کہ رکن ریاستوں کے قانونی نظام کس طرح چرچ - ریاست کے ایک مشترکہ نمونے (ڈھیلا ڈھالا ہی سہی) کی طرف گامزن ہیں۔

دوسری یہ کہ جب کوئی ریاست اپنی خودمختاری کا کوئی جزو ایک مرتبہ یورپی یونین کی حمایت میں ترک کر دیتی ہے تو پھر ان باقی اجزا کو بھی علیحدہ ہونے کے رجحان سے روکنا مشکل ہو جاتا ہے جو ابھی تک مکمل طور پر ریاستی گرفت میں ہوتے ہیں۔ تجربے سے اکثر و بیشتر یہ ظاہر ہوا ہے کہ ایسے معاملات پر یورپی یونین کے قوانین جن کا مذہب سے براہِ راست کوئی ربط نہیں بنتا کلیسا اور ریاست روابط پر غیر متوقع اور ناگہاں اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔ اس طرح کی صورتوں میں رکن ریاستیں یورپی یونین سے حاصل کردہ ہدایات و معلومات کے جواب میں اسی طرح کا لائحہ عمل اختیار کرنے کی جانب آجاتی ہیں۔ یورپی یونین کے قانون کا رکن ریاستوں پر ''یک رنگی کے عمل'' کے حوالے سے ایک مخفی مگر بلاشبہ موثر قسم کا غلبہ ہوتا ہے۔

یورپی یونین میں شامل ہونے والی کسی بھی ریاست کو یہ امر پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ یک رنگی اور پیوندکاری کے یہ اثرات یورپی یونین کی رکنیت کے عمل کا جزوِ لازم ہیں۔

نتائج

TEU کی دفعہ ۴۹(۱) اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ ''کوئی بھی ایسی ریاست جو دفعہ ۲ میں حوالہ دی گئی اقدار کا احترام کرتی ہے اور ان کے فروغ کے عزم کی حامل ہے یونین کی رکنیت کے حصول

کی درخواست دے سکتی ہے''۔ ان اقدار میں جو کہ تمام رکن ریاستوں کی مشترکہ اقدار ہیں، ''انسانی وقار، آزادی، جمہوریت، مساوات، قانون کی حکمرانی اور انسانی حقوق کا احترام'' شامل ہیں۔ یہ ''رکن ریاستوں کے لیے رہنما قوانین'' کا جزو ہیں جو کہ قانون کا ایک ایسا پیچیدہ اور متحرک نظام ہے جس کی تشکیل ایسی قانونی دفعات اور ضوابط کے تحت کی گئی ہے جو مختلف ایسے ذرائع سے اخذ کیے گئے ہیں جو مسلسل ارتقا کی حالت میں ہیں۔ جب کوئی نئی ریاست یورپی یونین میں شمولیت حاصل کر لیتی ہے تو اسے اس زندہ روایت کو تسلیم کرنے کے ساتھ ہی اس میں تبدیلی کے عمل میں بھی شمولیت کرنی پڑتی ہے، جبکہ نئی آئینی روایات ''رکن ریاستوں کے لیے رہنما قوانین'' کا جزو بن جاتی ہیں۔

مذہبی آزادی اور ریاستوں و مذہبی طبقات کے درمیان روابط کو یورپی یونین کے قانونی نظام کے تحت ایسے ضوابط کا پابند کر دیا جاتا ہے جو اگرچہ واضح رہنمائی کرتے ہیں مگر ان کو مختلف طریقوں سے نافذ کرنے کی اچھی خاصی گنجائش ہوتی ہے تاکہ ہر رکن ریاست کی اپنی انفرادیت بھی قائم رکھی جا سکے اور وہ مشترکہ نظام تعمیر میں اپنی نوعیت کا کردار بھی ادا کر سکے۔ بالکل اسی اصول کا اطلاق اس ''مخفی'' اثر پر بھی ہوتا ہے جو یورپی یونین کی رکنیت میں مضمر ہے: یہ موثر تو ہے مگر مبنی بر جبر نہیں، اس مفہوم میں کہ یہ ریاستوں کو مجبور نہیں کرتی کہ وہ کسی متعین نمونے کی پیروی کریں۔ بلکہ وہ ایک ایسے دائرہ کار کی نشاندہی کرتی ہے جہاں متنوع نمونوں کی کثیر مثالیں موجود ہوتی ہیں۔

مذہب اور ریاست و مذہبی طبقات کے مابین روابط کے حوالے سے ترکی میں پایا جانے والا تنوع یورپین یونین کی دوسری رکن ریاستوں میں پائے جانے والے تنوع سے زیادہ آشکار نظر آتا ہے۔ تاہم کوئی بھی امر ہمیں اس سوچ کی طرف نہیں لے جاتا کہ اس تنوع کو رکن ریاستوں کی ساری ساخت کے لیے ایک زرخیز عنصر میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

ترجمہ: اعزاز باقر

............حواشی............

۱۔ یورپی یونین کے قانون کے تحت "acquis communataire" کی کوئی واضح تعریف نہیں دی گئی تاہم ترکی کی یورپین یونین میں شمولیت کے عمل کے حوالے سے ہونے والے مذاکرات کا بنیادی دائرہ کار (لکسمبرگ، ۳ اکتوبر ۲۰۰۵) درج ذیل بیان کا احاطہ کرتا ہے: ''acquis مسلسل ارتقا پذیر ہے اور اس میں یہ اجزا شامل ہیں: ان معاہدوں کے اجزا، اصول اور سیاسی مقاصد جن پر یونین کی بنیاد رکھی گئی ہے؛ معاہدوں سے ہم آہنگ قانون سازی اور نافذ کیے گئے فیصلے اور کورٹ آف جسٹس کا ماضی کے نظائر پر مبنی قانون؛ دیگر ایسے ضوابط، قانونی پابندی کے حامل یا اس سے مُبرّا، جو یونین کے بنیادی دائرہ کار کے اندر اپنائے گئے ہوں، جیسے اداروں کے مابین ہونے والے معاہدے، قراردادیں، بیانات، سفارشات، رہنما اصول وغیرہ؛ مشترکہ کارروائیاں مشترکہ موقف، اعلامیے، نتائج اور دیگر ایسے ضوابط جو ایک مشترکہ خارجہ اور دفاعی پالیسی کے بنیادی دائرہ کار میں آتے ہیں؛ مشترکہ کارروائیاں، مشترکہ موقف، دستخط کردہ رسمی معاہدے، قراردادیں، بیانات اور دیگر ایسے ضوابط جو انصاف اور داخلی معاملات کے بنیادی دائرہ کار میں آتے ہیں؛ وہ بین الاقوامی معاہدے جو مقامی طبقات کی طرف سے مشترکہ طور پر اپنی رکن ریاستوں اور یونین کے ساتھ طے کیے گئے ہوں، اور وہ جو رکن ریاستوں نے یونین کی سرگرمیوں کے حوالے سے آپس میں طے کیے ہوں''۔ اس تعریف کے مطابق "acquis communataire" میں بالائے قانون ضوابط بھی آجاتے ہیں مگر اس مضمون میں ان کو زیرِ غور نہیں لایا جائے گا۔

۲۔ یورپین کونسل کے جون ۱۹۹۳ کے اجلاس میں تین اصولوں کو ان الفاظ میں واضح کیا گیا تھا: ''رکنیت کا تقاضا ہے کہ امیدوار ملک میں ایسے ادارے مستحکم ہو چکے ہوں جو جمہوریت، قانون کی حکمرانی، انسانی حقوق، اقلیتوں کے لیے احترام اور تحفظ، ایک فعال منڈی کی معیشت کی بقا کے ضامن ہونے کے ساتھ ہی یونین کے اندر مسابقت کے دباؤ اور منڈی کی قوتوں کے ساتھ نمٹنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ رکنیت اس پیشگی مفروضے کی بنیاد پر دی جاتی ہے کہ امیدوار رکنیت کی ذمہ داریاں بشمول ایک مشترکہ سیاسی، اقتصادی اور کرنسی پالیسی کے حصول کے مقصد سے وابستگی ظاہر کرنے کے فریضے سے نمٹنے کے حوالے سے مستحکم ماحول کا حامل ہو''۔ یورپین کونسل (کوپن ہیگن) (۲۱-۲۲ جون ۱۹۹۳)

۳۔ TEU کی دفعہ ۶ (۲) میں دیے گئے ECHR کے حوالے کی حقیقی وسعت ومفہوم ابھی تک موضوعِ بحث ہے۔

4. For a list of them see Gerhard Robbers (ed.), *Religion Related Norms in European Union Law*, http://www.uni-trier.de/~ievr/EUreligionlaw/

5. See infra, para. 4.

6. A collection of the relevant provisions can be found in Gerhard Robbers (ed.), Religion-Related Norms. Their content is examined by Marco Ventura, *La laicita nell' Unione europea. Diritti, mercato, religione,* Torino, Giappichelli, 2001, pp. 126-33.

7. ECJ, Case 130/75, Prais v. Council [1976] E.C.R. 1589, paras. 6-19.

8. See Koen Lenaerts, Piet van Nuffel, Robert Bray, *Constitutional Law of the European Union,* London, Sweet and Maxwell, 2005, p. 737.

9. The list of the European Court decisions concerning religion and religious communities is available at http://www.uni-trier.de/~ievr/eng/eughe.htm#10-1976. For a review of the most important one see Jose Carlos Moitinho de Almeida, *La religion,* pp. 9-20; louis-Leon Christians, "Droit et religion dans le Traite d'Amsterdam. Une etape decisive?," in Yves Lejeune (coord.), *Le Traits d'Amsterdam. Espoirset deceptions,* Bruxelles, Bruylant, (1998), pp. 200-202.

۱۰۔ بنیادی اصول کی تصدیق کورٹ آف جسٹس کی طرف سے درج ذیل مقدمے میں کی گئی تھی:
Udo Steym ann vs. Staat Secretaris Van Justitie (Case 196/87, Oct.3, 1988)
جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ''یورپین اکنامک کمیونٹی کے مقاصد کی روشنی میں مذہب یا کسی اور فلسفے کی بنیاد پر تشکیل کردہ سماجی طبقے میں شمولیت کا سوال صرف اس صورت میں کمیونٹی لاء کے اطلاق کے شعبے میں زیر غور آئے گا جب اسے صرف ایک اقتصادی سرگرمی تصور کیا جا سکے گا''۔ اگرچہ اس وقت سے یورپی یونین کی اہلیت کا دائرہ کار دوسرے شعبوں تک پھیل چکا ہے مگر یہ اصول ابھی تک اپنی جگہ قائم ہے۔

11. See Michel Puechavy, "La protection des droits de l'homme dans l'Union Europeenne," in Adoracion Castro Jover (ed.), *Iglesias, confesionesy comunidades religiosas en la Union Europea,* Bilbao, Universidad del Pafs Vasco, (1999), p. 57.

12. See Sophie van Bijsterveld, "Religions and Community law: separate worlds and growing understanding?" in *European Consortium for Church-State Research, Religions,* pp. 30-33.

۱۳۔ ان شعبوں میں جو کسی مخصوص اہلیت کے زمرے میں نہیں آتے، کمیونٹی صرف اس صورت میں کارروائی کرے گی اگر اور جہاں تک مجوزہ کارروائی کے مقاصد رکن ریاستوں کی طرف سے خاطر خواہ طور پر حاصل نہ کیے جا سکتے ہوں، اور یوں مجوزہ کارروائی کے حجم یا اثرات کے مدِّ نظر کمیونٹی ان کا حصول بہتر طور پر کر سکتی ہو۔

14. On this article see Sergio Carrera and Joanna Parkin, The Place of Religion in European Union Law and Policy Competing Approaches and Actors inside the European Commission, Religare Working Document No. 1, September 2010; Marco Ventura, Dynamic Law and Religion in Europe. Acknowledging Change. Choosing Change, EUI Working Paper RSCAS

2013/91 (Badia Fiesolana, European University Institute, 2013).

۱۵۔ کونسل کا ہدایت نامہ ۲۰۰۰/۷۸/ای سی، مورخہ ۲۷ نومبر جس کے تحت ملازمت اور پیشے میں مساوی سلوک کے لیے ایک عمومی ڈھانچہ پیش کر دیا گیا ہے۔

۱۶۔ اس ہدایت نامے کی دفعہ ۴ تصدیق کرتی ہے کہ وہ چرچ اور دوسرے ایسے سرکاری و نجی اداروں میں جہاں اجتماعی طرزِ عمل/رویوں کی بنیاد کسی مذہب یا عقیدے پر ہو، پیشہ ورانہ سرگرمیوں کے حوالے سے کسی فرد کے مذہب یا عقیدے پر مبنی برتاؤ کے اختلاف کو کسی طرح سے امتیازی شمار نہیں جائے گا جہاں ان سرگرمیوں کی نوعیت یا اس تناظر کے پیش نظر جس میں یہ سرانجام دی جارہی ہیں، ایک فرد کا مذہب یا عقیدہ ادارے کی اجتماعی اخلاقیات کے پیش نظر ایک حقیقی، جائز اور قابل جواز پیشہ ورانہ تقاضے کی تشکیل کرتا ہے۔[......]اس امر کے پیش نظر کہ اس کی دفعات پر بصورت دیگر عمل درآمد ہوتا ہے، یہ ہدایت نامہ یوں چرچ یا مذہب یا عقیدے پر مبنی اجتماعی طرزِ عمل رکھنے والے ان سرکاری و نجی اداروں کے اس حق کو تعصب کی نگاہ سے نہیں دیکھتا جو ملکی آئین وقوانین کی پاسداری کرتے ہوں، کہ وہ اپنے لیے کام کرنے والے کسی فرد سے اس امر کا تقاضا کریں کہ وہ پورے خلوص نیت سے اور ادارے کی اجتماعی اخلاقیات کے احترام کو سامنے رکھتے ہوئے کام کریں۔

17. See on this point Marco Ventura, Lalaicitd, pp. 92-94.

18. For a detailed analysis of the European pattern see Silvio Ferrari, "The European Pattern of Church and State Relations," *Comparative Law,* v. 20, Tokyo, Nihon University, (2003), pp. 1 -24. On the same topic other perspectives are given by John T.S. Madeley and Zsolt Enyedi (eds.), *Church and State in Contemporary Europe: The Chimera of Neutrality,* London, Frank Cass, (2003); John T.S. Madeley, *A Framework for the Comparative Analysis of Church-State Relations in Europe, in West European Politics,* v. 26, n. 1, (Jan. 2003), pp. 23- 50; Marco Ventura, La laicita, pp. 98-116; Francesco Margiotta Broglio, "Il fenomeno religioso nel sistema giuridico dell' Unione Europea,"in Francesco Margiotta Broglio, Cesare Mirabelli, Francesco Onida, *Religioni e sistemi giuridici. Introduzione aldiritto ecclesiasticocomparato,* Bologna, Mulino, (1997), pp. 114 ff.; Veit Bader, *Regimes of Governance of Religious Diversity in Europe: The Perils of Modeling* (paper given at the IMISCOE meeting of Amsterdam, (May 26-28,2005).

۱۹۔ یورپین کورٹ آف جسٹس کے مطابق انسانی حقوق کے وہ بین الاقوامی اصول وضوابط/معاہدے جن پر رکن ریاستوں کے دستخط موجود ہیں "رکن ریاستوں کے لیے رہنما قوانین (acquis communautaire)" کی تشکیل میں معاون کردار ادا کرتے ہیں۔

20. The legal discipline of the EU Member States is examined in Lars

Friedner (ed.), *Churches and Other Religious Organisations as Legal Persons,* Leuven, Peters, (2007). About the right to obtain legal personality see the decision of the European Court of Human Rights in the case Sidiropolous and others v. Greece, July 10,(1998), para. 40.

21. These differences are stressed by Louis-Leon Christians, *Droit et religion,* pp. 198-200.

22. There are some exceptions to this rule: in some countries -for example, Denmark or Great Britain- the most important state authorities have to profess a certain religion. But these provisions, although they possess considerable symbolic value, impact an extremely limited number of people.

23. See Silvio Ferrari, "Constitution et religion," Michel Troper and Dominique Chagnollaud (ed.), *Traite international de droit constitutionnel. Suprematiede la Constitution,* v. III, Paris, Dalloz, (2013), pp. 437-478.

24. Fora description of the provisions see Roland Minnerath,"La liberta religiosa tra norme costituzion- ali e norme concordatarie," *Quaderni di Diritto e Politico Ecdesiastica,* (1999/1), pp. 87-96.

25. See, as an example, the decision 4/1993 (II.2) of the Constitutional Court of Hungary (text in Balasz Shanda, *Legislation on Church-State Relations in Hungary,* Budapest, Ministry of Cultural Heritage, (2002), in particular sect. A(c), 153-55).

26. See the sentence in the case Hasan and Chaush v. Bulgaria, October 26, (2000), n. 62 (application 30985/96), in www.cmiskp.echr.coe.int/tkpl 97/portal.asp?session/d=820504&skin-hudoc-en&action=request. In another decision (Supreme Holy Council of Muslim Community v. Bulgaria, appl. 39023/ 97, Judg. 16 December 2004, in www.echr.coe.int/Eng/Pres$/2004/Dec/ChamberjudgmentSupreme HolyCounciloftheMuslimCommunityvBulgarial6122G04.htm) the Court affirmed that "the autonomous existence of religious communities is indispensable for pluralism in a democratic society".

27. On these countries see H. Legrand, "les relations entre l'Eglise et l'Etatdans la tradition lutherienne allemande et nordique," *L'anneecanonique,* Vol. XLIII, (2001), pp. 25-46; Derek H. Davis, *Religious Liberty in Northern Europe in the Twenty-first Century,* Waco: Baylor University, (2000).

28. See infra, para. 5.

29. See Alfred Stepan, "Religion, Democracy and the 'Twin Tolerations'" *Journal of Democracy,* Vol. 11 (4), (2000), p. 42.

30. See Rene Remond, "La laTcite n'est plus ce qu'elle etait," *Etudes,* (avril 1984), pp. 439-448; Jean-Paul Willaime, *Europe et Religions. Les enjeuxdu XXIsiecle,* Paris, Fayard, (2004), pp. 279-345.

31. Since 2000, the bishops of the Lutheran Church are no longer

appointed by the President of the Republic but are elected by the members of the Church: see Juha Seppo, "Church and State in Finland," *European Journal for Church and State Research,* Vol. 7, (2000), p. 214 and 8, (2001), p. 242.

32. See the contributions collected in Silvio Ferrari, W. Cole Durham Jr., Elizabeth Sewell (eds.), *Law and Religion in post-Communist Europe,* Leuven, Peters, (2003).